

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

ضبط و ترتیب: مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی

معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی حب الولد :

بچوں کے ساتھ محبت کا بیان

حدثنا ابن ابی عمر ثنا ابوسفیان عن ابراهیم بن میسرۃ قال سمعت ابن ابی سؤید یقول سمعت عمر بن عبد العزیز یقول: زعمت المرأة الصالحة خولة بنت حکیم قالت خرج رسول الله ﷺ ذات یوم وهو محتضن أحد ابنتی ابنته وهو یقول: انکم لتبخلون وتجنون وتجهلون وانکم لمن ریحان الله: وفي الباب عن ابن عمر والاشعث بن قیس حدیث ابن عیینہ عن ابراهیم بن میسرۃ لا نعرفه الا من حدیثه ولا نعرف لعمر بن عبد العزیز سماعاً من خولة. ترجمہ: ابن ابی سؤید روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن عبد العزیزؓ سے سنا ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ: نیک اور پاک باز عورت، خولہ بنت حکیمؓ کا خیال ہے (اور اپنے خیال اور گمان کے مطابق) انہوں نے کہا کہ ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ اپنے دونوں اسوں میں سے ایک کو گود میں لئے ہوئے تھے اور فرماتے تھے (کہ اے بچو!) تم آدمی کو بخیل بناتے ہو، بزدل بناتے ہو اور جاہل و بے علم بناتے ہو۔ اور بے شک تم اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اور اس باب میں ابن عمر اور اشعث بن قیسؓ سے بھی روایات آتی ہیں۔ اور ابن عیینہ کی حدیث، ابراہیم بن میسرہ سے ہمیں ابن عیینہ کے علاوہ کسی اور سے معلوم نہیں ہے۔ اور عمر بن عبد العزیزؓ کا سماع، حضرت خولہ سے ہمیں معلوم نہیں۔

حضرت خولہ بنت حکیمؓ: حضرت خولہؓ حکیم بن امیہ سلمیٰ کی بیٹی تھیں۔ ان کو ”خولہ“ بھی کہا جاتا ہے یعنی تغیر کے ساتھ بھی ان کا نام لیا جاتا ہے۔ یہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کے نکاح میں تھیں۔ یہ مشہور صحابیہ تھیں۔ بعض کا کہنا ہے (کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات کے بعد) انہوں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ سے بدون مہر کے بہہ کر کے نکاح کر دیا تھا۔ (تحفۃ لا حوزی) لیکن بعض کا قول ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے کسی بھی عورت سے بدون مہر کے بطور بہہ کرنے، اپنے نفس کے نکاح نہیں کیا، یعنی اگر دستور اللہ کے مطابق ہے تو عورت سے مہر کے بغیر

وهبت نفمها للنبي إن اراد النبي أن يستنكحها (الاية - الاحزاب - ۵۰)

میں نبی کریم ﷺ کو خصوصیت کے ساتھ اس قسم کے نکاح کی اجازت دی گئی ہے لیکن ایسا کوئی نکاح موجود نہیں ہوا۔
بہر حال حضرت خولہ بنت حکیمؓ بڑی شان کی صحابیہ تھیں بہت سے صحابہ و تابعینؓ نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ علم اور ورع و تقویٰ کے بلند مقام پر فائز تھیں۔ چنانچہ روایت مذکورہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ ان سے روایت کرنے کے وقت ان کو ”المرأة الصالحة“ سے یاد کرتے ہیں۔ یعنی نیک اور پاکباز عورت۔
وهو محتضن أحد ابني ابنته - تحضن، احتضان سے اسم فاعل ہے۔ احتضان کے معنی ہے گود میں لینا اور حضن کے معنی ہے گود۔

حضانت بھی اسی سے ماخوذ ہے جو کہ اصطلاح میں بچے کی پرورش کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ أحد ابنسی ابنتہ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراءؓ کے دو بیٹوں (حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ) میں سے ایک کو گود میں لئے ہوئے تھے اور ان سے فرمایا کرتے تھے انکم لتبخلون و تبصنون و تجهلون، تینوں صیغے بات تفعلیل سے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اے بچو! تم آدمی کو بخیل، بزدل اور جاہل بنادیتے ہو کیونکہ جب آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو بچوں کی خاطر کوڑی کوڑی جمع کرنے لگتا ہے۔ اور اعمال خیر میں مال لگانے سے رک جاتا ہے اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں بچوں کی ضروریات پوری کرنے میں دقت پیش نہ آئے۔ نیز بچوں کا بے سہارا رہ جانے کے خوف سے شوق شہادت کم ہو جاتا ہے اور جہاد میں جانے سے ڈر لگتا ہے۔ اور یونہی آدمی بزدل بن جاتا ہے۔ دیکھنے میں آتا ہے کہ بڑے بڑے جنگجو اور بہادر بسا اوقات کسی آدمی کے نازیبا حرکات اور ناگفتہ بہ کلمات پر چشم پوشی کر کے جنگ و جدل سے پہلو تہی صرف اس لئے کرتے ہیں کہ کہیں اس کے بچوں کو خطرات لاحق نہ ہوں۔ اسی طرح بچوں کے لئے روزی کمانے کی فکر اور انکے ساتھ محبت و اشتغال کی وجہ سے آدمی علم حاصل نہیں کر سکتا اور اسی طرح وہ جاہل بن جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایسا مولوی صاحب کہیں سینکڑوں ہزاروں میں ایک ہو گا جو عیال دار، بنجانے کے بعد طلب علم کے لئے نکل کر عالم دین بن چکا ہو۔ بلکہ کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ طالب علم والدین کو تو چھوڑ کر علم حاصل کرنے کے لئے نکلتا ہے، لیکن جب بیوی اور بچے آ جاتے ہیں تو وہ اس کے لئے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اور پھر وہ تحصیل علم کو مکمل نہیں کر پاتا۔ اے جگر بند دپائے بند عیال دگر آزادگی مبنی خیال

وانکم لمن ریحان اللہ اور تم اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ ریحان کا معنی ہے رحمت، رزق، رزق کی فراخی اور سونگھنے کا خوشبودار پودا۔ اور یہ آخری معنی لینا بھی درست ہے کیونکہ بچہ بھی خوشبودار پھول کی طرح سونگھا جاتا ہے اور اس کا بوسہ لیا جاتا ہے اور ترمذی نے حضرت انسؓ کی حدیث روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ، حسن اور حسینؓ کو بلاتے تھے اور ان دونوں کو سونگھتے تھے اور ان کو اپنے سینہ سے لگا لیتے تھے۔

اور طبرانی کی ایک روایت حضرت ابویوبؓ سے مروی ہے: قال: دخلت على رسول الله

ﷺ والحسن والحسين يلعبان بين يديه فقلت أتحبهما يا رسول الله؟ قال:

وكيف لا؟ وهما ریحانتای من الدنيا أشمهما انتهی (تحفة الاحوذی)

ترجمہ: حضرت ابویوبؓ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور حسن و حسینؓ آپ ﷺ کے سامنے کھیلتے تھے تو میں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ان سے کس طرح محبت نہ رکھوں؟ حالانکہ دنیا میں تو یہ میرے دو گلہ ستے ہیں کہ میں ان کو سونگتا ہوں۔

پس ان روایات کی بناء پر انکم لمن ریحان الله کا یہ معنی لینا بھی درست ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے خوشبودار پودوں میں سے ہو۔

(مجھے اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں ایک بیٹا دیا ہے۔ جس دن میں حج سے آیا (ذی الحجۃ ۱۴۱۲ھ بمطابق ۲۷ مئی ۱۹۹۲ء) اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے حج کے صلہ میں یہ نقد نعت عطا فرمائی۔ میں نے اس کا نام خذیمہ رکھ دیا ہے۔ اسامہ کا چھوٹا بھائی ہے۔ حامد الحق اور راشد الحق دو بھائی تھے اسامہ اکیلا تھا اب یہ بھی محمد ﷺ دو ہو گئے۔ اسامہ اور خذیمہ (بارک الله فی اعمارهم) تو بچے اللہ تعالیٰ کی پیاری نعت ہے) لانعرف لعمر بن عبد العزیز سماعاً من خولة:

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت خولہ بنت حکیمؓ سے عمر بن عبد العزیزؓ کا سماع معلوم نہیں۔ اس کے متعلق حافظؒ نے ”تہذیب التہذیب“ میں حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت خولہ بنت حکیمؓ سے مرسل روایت کرتے ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر بن عبد العزیزؓ کی یہ روایت حضرت خولہ بنت حکیمؓ سے منقطع ہے۔

اولاد کی مدح اور ذم میں تطبیق: اس روایت میں پہلے تو اولاد کی مذمت کی گئی ہے کہ بچے آدمی کو بخیل، بزدل اور جاہل بنادیتا ہے۔ اور پھر حدیث کے آخر میں ذم سے مدح کی طرف رجوع کیا گیا ہے کہ اس کے باوجود اولاد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ایک قسم کی نعمت ہے۔ پس اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی ہے اور فتنہ و امتحان بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو اپنی نعمتوں کی فہرست میں شمار فرمایا ہے۔ وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدة ورزقکم من الطیبت أقبال باطل یومنون وبنعمة الله هم یکفرون۔ (النحل ۷۲)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے دیے۔ اور کھانے کو دیں تم کو پاکیزہ چیزیں۔ پس کیا یہ لوگ جھوٹی چیزوں پر عقیدہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احسان کی بے قدری کرتے ہیں؟

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: امدکم بانعام وبنین و جنت وعیون ۵ (الشعراء: ۱۳۳-۱۳۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے دیئے تم کو چوپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمے۔
حضرت زکریا نیک اولاد کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے تھے: رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً
طَيِّبَةً (ال عمران: ۳۸) ترجمہ: اے میرے رب مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔
اور حضرت ابراہیم نیک اولاد دینے پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے ہیں۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي
عَلَى الْكِبَرِ اِسْمَاعِيلَ وَ اِسْحٰقَ (ابراہیم: ۳۹)

ترجمہ: شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھ کو بڑھاپے میں (دو بیٹے) اسماعیل اور اسحاق (علیہما السلام) عطا فرمایا۔
ان آیات کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ بعض بیویاں اور اولاد آپ کے دشمن ہیں۔ ان سے اپنے آپ کو بچاتے رہو۔ سورۃ التائبین میں ارشاد
ربانی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن مِّنْ اِزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادٍ كُمُ عَدُوِّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ
(الایہ) ترجمہ: ایمان والو! بے شک تمہاری بعض بیویاں اور (بعض) اولاد تمہارے لئے دشمن ہیں۔ پس تم ان سے
بچتے رہو۔ اور اس کے بعد دوسری آیت میں ارشاد ہے:

انما أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ (التائبین: ۱۴-۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارا مال اور تمہاری اولاد ذیہ آزمائش کی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

بیوی بچے بڑا امتحان ہیں: خلاصہ یہ ہوا کہ اولاد دنیا کی مرغوب چیزوں میں سے ہے اور اولاد کے

ساتھ محبت ایک فطری چیز ہے۔ پس ایسی محبوب و مرغوب چیز کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنا بڑی نعمت ہے۔ لیکن بعض
مرتبہ آدمی بیوی اور بچوں کی محبت اور فکر میں پھنس کر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام کو بھلا دیتا ہے اور بیوی بچوں کی خاطر
بہت سی برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور بہت سی بھلائیوں سے محروم رہتا ہے اور اس چکر میں پڑ کر آخرت سے غافل
ہو جاتا ہے جو کہ انسان کے ابدی خسران کا سبب ہے۔ پس جو اہل وعیال اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا سبب بنے وہ
درحقیقت اس کے بدترین دشمن ہیں۔ اور یہ ایسے دشمن ہیں کہ ان کی دشمنی کا بسا اوقات انسان کو احساس نہیں ہوتا اس وجہ
سے اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ ان دشمنوں سے ہوشیار ہو ایسا نہ ہو کہ ان کی دنیا سنوارنے کیلئے اپنا دین برباد کر لو۔ بیوی
بچے اور مال سب چیزیں امتحان کے لئے ہیں کہ کون ان فانی چیزوں کی محبت میں پھنس کر آخرت کی دائمی نعمتوں کو
فراموش کرتا ہے۔ اور کون ہے جو ان چیزوں کو آخرت کے لئے ذخیرہ بناتا ہے اور ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے
مطابق استعمال کرتا ہے۔ پس بچوں کے ساتھ محبت میں اعتدال سے کام لینا چاہیے کہ بچوں کے ساتھ رحمت اور شفقت
کا برتاؤ کرے ان پر حسب استعداد خرچ کرے ان کی تربیت کا پورا خیال رکھے۔ ان کو علم دین سکھا کر اچھی راہ پر لگا دیں تو
یسی اولاد والدین کیلئے ان کی زندگی میں بھی رحمت و شکر کا باعث بنتی ہیں۔ اور والدین کے فوت

ہونے پر بھی انکے لئے باقیات الصالحات ہوگی اور اگر کوئی آدمی اولاد کی محبت کو دل کی گہرائیوں میں جگہ دے دے اور انکی محبت اور ان کے ساتھ مشغولیت اس کیلئے عظیم مقاصد کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بن جائے اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے بہترین عمل سے اس کو روکے تو وہ اولاد جو ایک نعمت خداوندی تھی اس کیلئے وبال اور دشمن جان بن جاتی ہے۔ اور اس طرح وہ خسارے میں پڑ جاتا ہے اس خسارے سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ بطور تنبیہ فرماتا ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَلْهَكُمُ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ (المائدہ: ۹) ”اے ایمان والو! تم کو تمہارا مال اور تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جس نے ایسا کیا (کہ مال و اولاد کے وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام کو بھلا دے) تو یہی لوگ ہیں خسارے میں پڑنے والے۔“ پس جو آدمی مال اور بیوی بچوں سے مناسب رویہ اختیار کرے اور ان کی فکر و محبت کی وجہ سے احکام شرع اور ذکر الہی میں خلل نہ ڈالے تو یہ چیزیں اس کے لئے قرب کے منازل کو طے کرنے میں مددگار اور رنج سفر ثابت ہو سکتی ہیں اور جو آدمی ان چیزوں کی محبت کو دل میں اس طرح جگہ دے دے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے دل سے نکل جائے اور فکر آخرت سے غافل ہو جائے تو یہ چیزیں اس کی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہیں۔ جیسا کہ کشتی پانی کو اپنے اندر داخل نہ ہونے دے۔ تو پانی کی سطح کی پرکشتی منزل تک پہنچ جاتی ہے اور جب پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے تو کشتی کو ڈبو دیتا ہے۔

آب اندر زیر کشتی پشتی است آب در کشتی ہلاک کشتی است

باب ماجاء فی رحمة الوالد بچوں کے ساتھ رحمت اور شفقت کا بیان

حدثنا ابن ابی عمرو وسعيد بن عبد الرحمن قال ثنا سفیان عن الزهري عن ابی سلمة عن ابی هريرة قال ابصر الاقرع بن حابس النبی ﷺ وهو يقبل الحسن۔ وقال ابن ابی عمر۔ الحسن أو الحسين۔ فقال ان لی من الولد عشرة ما قبلت احدا منهم فقال رسول اللہ ﷺ: انه من لا یرحم لا یرحم۔ وفي الباب عن انس وعائشة وأبو سلمة بن عبد الرحمن (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اسمہ عبد اللہ بن عبد الرحمن۔ وهذا حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اقرع بن حابسؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت حسنؓ کا بوسہ لے رہے ہیں تو اقرع بن حابسؓ نے کہا کہ میرے تو دس بچے ہیں؟ میں نے تو ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ اور اس باب میں

حضرت انس اور حضرت عائشہ اور حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمنؓ سے بھی روایات آئی ہیں۔ اس (ابوسلمہ بن عبد الرحمن) کا نام عبد اللہ بن عبد الرحمن ہے۔ اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

گزشتہ باب میں یہ ذکر ہوا کہ بچے بچل، جن اور جبل کا سبب ہیں۔ اس باب میں بچوں کے ساتھ رحمت اور شفقت کا بیان ہے اور یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ بچوں کے ساتھ پیار اور محبت کا برتاؤ کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ دین اسلام اس کا تاکید کے ساتھ حکم دیتا ہے کہ جو آدمی بچوں پر اور دوسری مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرے گا۔ یہ طرز اس لئے اختیار کیا گیا کہ بعض گنوار بددی قسم کے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے کسی بات کا ایک پہلو ذکر کیا جائے تو وہ وہی رخ اختیار کر لیتے ہیں اور دوسری جانب مڑ کر دیکھتے بھی نہیں ہیں۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ بعض نا سمجھ لوگ جب یہ سن لیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بچوں کو بچل، بزدلی اور جبل کا سبب فرمایا ہے۔ اس وجہ سے وہ ان کے ساتھ رحمت و شفقت بھی ترک کر دے اور بچوں کے ساتھ سخت مزاحی کا معاملہ اختیار کر دے۔ بعض لوگوں کی طبائع ایسی سخت ہوتی ہیں کہ بیوی بچوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے تند مزاحی سے پیش آتے ہیں اور بچوں کو گود میں لینا اور ان سے محبت و شفقت کرنا مردانگی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ایسا کرنا اخلاق کریمانہ کے خلاف ہے۔ اسلام ہر معاملہ میں اعتدال اور میانہ روی سکھاتا ہے۔ پس مسلمان کو چاہیے کہ بچوں کیساتھ محبت میں اس طرح بھی مشغول نہ ہو جائے کہ اس وجہ سے وہ بخیل بن کر افاق فی سبیل اللہ سے رک جائے۔ اور بزدل بن کر جہاد فی سبیل اللہ سے جی چرانے لگے اور علم دین حاصل کرنا کو چھوڑ کر جاہل بن جائے۔ بچوں کیساتھ محبت میں ایسا انہماک اختیار کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھول جائے اور فرائض اسلامیہ سے غفلت پڑتے لگے۔ یہ محبت میں افراط اور غلو ہے جو کہ حرام اور ناجائز ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ والدین بچوں کو گود میں نہ لیں اور ان کا بوسہ نہ لیں، انکے ساتھ رحمت و شفقت کا برتاؤ نہ کریں یا ان سے پیار و محبت کی باتیں نہ کریں۔ ایسا کرنے سے بچے والدین اور بڑوں کی شفقت سے محروم رہ جائیں گے جو کہ شریعت مقدسہ میں کبھی بھی پسندیدہ عمل نہیں ہے۔

اس روایت میں یہ تصریح ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے نواسے حضرت حسنؓ کا، یا حسنؓ اور حسینؓ دونوں میں سے کسی ایک کا بوسہ لیا۔ اسی طرح دوسری روایات میں جناب رسول اللہ ﷺ کا بچوں کو گود میں لینا اور ان پر شفقت کرنا اور ان کے ساتھ خوش مزاحی کی باتیں کرنا منقول ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول و عمل سے اعتدال کا راستہ واضح فرما کر امت کی رہنمائی کا حق ادا فرمایا ہے۔

حضرت اقرع بن حابسؓ: حضرت اقرع بن حابسؓ بنو تمیم قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ پہلے مولفۃ القلوب میں سے تھے۔ فتح مکہ کے بعد وفد بنو تمیم میں شامل ہو کر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ جاہلیت اور اسلام دونوں حالتوں میں شریف اور معزز سمجھے جاتے تھے عبد اللہ بن عامرؓ نے ان کو ایک لشکر

کا سپہ سالار بنا کر خراسان کی طرف بھیجا تھا، جو زجان کے مقام پر لشکر سمیت شہید ہو گئے۔ ان سے حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ نے روایت کی ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعن اجمعین) (الاکمال فی اسماء الرجال للخطیب) وقال ابن ابی عمیر الحسن أو الحسین: امام ترمذی کو یہ روایت مذکور سند کے ساتھ دروادیوں نے بیان کی ہیں۔ (۱) ابن ابی عمر (۲) اور سعید بن عبد الرحمن۔ پس امام ترمذی کے ان دونوں شیوخ میں سے ثانی الذکر شیخ سعید بن عبد الرحمن نے تو جزم کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے جس نواسے کا بوسہ لیا وہ حضرت حسنؓ تھے، لیکن اول الذکر شیخ ابن ابی عمر نے تردید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت حسنؓ یا حسینؓ دونوں میں سے کوئی ایک تھے۔

انہ من لا یرحم لا یرحم: یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے اقرع بن حابسؓ کی اس عادت کو پسند نہیں فرمایا جو کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے اپنے دس بچوں میں سے کسی ایک کا بھی بوسہ نہیں لیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس عادت کو رحمت و شفقت کے خلاف قرار دے کر فرمایا۔ انہ من لا یرحم لا یرحم: بات یہ ہے کہ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائیگا۔ اور حاصل معنی اس کا یہ ہے کہ جو آدمی مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرے گا۔ اگرچہ موقع تو خاص بچوں کیساتھ رحمت و شفقت کی ترغیب دلانے کا تھا لیکن جناب ہادی عالم علیہ السلام نے ایک ایسا جملہ ارشاد فرمایا جو قیام کا اور بوڑھوں، بچوں، جوانوں، مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے۔ ایک حدیث میں ہے: ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (الحديث) ترجمہ: تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا (یعنی اللہ تعالیٰ جس کی شان بلند و بالا ہے) تم پر رحم کرے گا۔

۔ کہ دو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

اور ایک صحیح حدیث میں ہے۔ انما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء (الحديث) یعنی بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے صرف ان پر رحم فرماتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرتے ہیں۔ بلکہ انسانوں سے بڑھ کر حیوانات اور جانوروں پر بھی رحم کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور جالب رحمت خداوندی ہے اور جانوروں کے ساتھ ظلم اور تشدد کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک عورت کو اس وجہ سے جنت میں داخل فرمایا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کی زبان باہر نکل آئی تھی۔ اس عورت کو اس پر رحم آیا اور اس نے اس کتے کو پانی پلایا۔ اور ایک دوسری عورت کو اللہ تعالیٰ نے صرف اس وجہ سے جہنم میں بھیجا کہ اس نے ایک بلی باندھ رکھی تھی نہ اس کو چھوڑ دیتی کہ وہ زمین میں پھر کر کچھ کھانی لے اور نہ خود اس کو کچھ کھانے پینے کے لئے دیتی تھی۔